بابری مسجد کے شیعہ مالکوں سے گفتگو...؟

> روزنامہ "آفتاب مشرق" کلکتہ نے حال ہی میں بابری مسجد سے متعلق ایک فکر انگیز اداریہ لکھا ہے۔ عامۃ المسلمین، کو امت کے خلاف ہونے والی اندرون خانہ سازشوں سے آگاہ کرنے کے لئے یہ تحریر ماہنامہ "کنارہ حق" کراچی کے شکریہ کے ساتھ "نقیب ختم نبوت" میں شائع کی جارہی ہے۔ (ادارہ)

بابری مسجد نہ شیعوں کی ہے اور نہ سنیوں کی بلکہ وہ بلا اختلاف مسلک تمام مسلمانوں کی ہے، ویسے تکنیکی اور قانونی طور پر حکومت اتر پردیش نے اس کو سنیوں کی مسجد تسلیم کر رکھا ہے اور جب ۱۹۴۸ء میں رات کے اندھیرے میں بابری مسجد کے اندر بت رکھے گئے تھے تو حکومت اتر پردیش کی طرف سے سنی وقف بورڈ نے ہی اس حرکت کے خلاف الہ آباد ہائی کورٹ میں مقدمہ دائر کیا تھا اور حلف نامہ داخل کیا تھا کہ بابری مسجد مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے لیکن اب انتہائی خطرناک طریقے سے بابری مسجد کو شیعہ سنی نزاع بنایا جارہا ہے اور بعض شیعہ رہنما اس سلسلے میں فرقہ پرست ہندو لیڈروں کی مدد کر رہے ہیں۔ ان شیعہ رہنماؤں میں آغا روحی پیش پیش ہیں جو کھلے عام کہتے پھر رہے ہیں کہ بابری مسجد ہندوؤں کے حوالے کر دی جائے اور بدلے میں کسی اور مقام پر مسجد منتقل کر دی جائے۔

وشوا ہندو پریشد کے کل ہند جوائنٹ سکریٹری موہن جوشی نے انکشاف کیا ہے کہ گذشتہ فروری میں مندر کی تعمیر کے لئے ایک لاکھ اینٹیں دینے کی جس نے پیش کش کی تھی وہ مسلمان ہے۔ ظاہر ہے کہ وہ مسلمان آغا روحی جیسے ننگ ملت لوگوں کے قبیلے کا ہوگا۔ لکھنؤ کے نام نہاد خمینی دارالعلوم کے سربراہوں کی طرف سے بھی مختلف زبانوں میں پمفلٹ شائع کر کے وشوا ہندو پریشد کی تائید کی جارہی ہے۔ عباس علی نقوی نے تو ۱۰ "مسلم تنظیموں" کی طرف سے اعلان ہی کر دیا ہے کہ "وطن دوست" مسلمان بابری مسجد کے انہدام میں حصہ لیں گے اور کسی دوسرے مقام پر "مسجد اتحاد" تعمیر کریں گے۔

یہ اطلاعات مسلسل موصول ہورہی ہیں کہ ایران کے "مجتہدین" سے اس نوعیت کا فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے کہ بابری مسجد کا انہدام خلاف شریعت نہیں ہے کہا جاتا ہے کہ کل ہند اردو رابطہ کمیٹی کے جنرل سکریٹری ملک زادہ منظور احمد اس نوعیت کا فتویٰ حاصل کرنے کے لئے ایران تشریف لے گئے تھے مگر ملک زادہ نے تحریری طور پر بتایا ہے کہ وہ اس مقصد کے تحت ہرگز ایران نہیں گئے تھے بلکہ علامہ خمینی کے چہلم میں شرکت کی غرض سے گئے تھے۔ بہر حال اس بات میں کوئی اشتباہ نہیں کہ ایرانی قیادت جو خمینی ازم پر عمل کر رہی ہے کسی نہ کسی ایسی سازش میں ضرور ملوث ہے جو مسلمانوں کے اتحاد کو ختم کر دے۔ تہران نے اب تک آغا روحی سے اپنی برات کا اعلان نہیں کیا ہے اور یہ بات تو سبھی جانتے ہیں کہ آغا روحی کا دہلی کے ایرانی سفارت خانے سے گہرا تعلق ہے اور وہ اکثر و بیشتر ایرانی سفارت خانے میں نظر آتے ہیں۔ بہر حال لکھنؤ اور تہران میں بابری مسجد کے مقدمے کو سبوتاژ کرنے کے لئے کوئی نہ کوئی کھچڑی پک رہی ہے۔ اس کھچڑی کی مہک بالا صاحب دیورس کے اس بیان میں بھی ہے، جس میں آر ایس ایس کے سربراہ نے کہا ہے کہ اجودھیا میں ۹ نومبر ۱۹۸۹ء کو رام چندر کا سنگ بنیاد تو رکھا جائے گا مگر اسی دن بابری مسجد کو منہدم نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس سلسلے میں مسجد کے شیعہ مالکوں سے بات چیت ہورہی ہے جو بابری مسجد دوسری جگہ منتقل کرنے پر آمادہ ہیں اور آر ایس ایس کسی دوسرے مقام پر بابری مسجد کی تعمیر میں ہر قسم کی مدد کرے گا۔